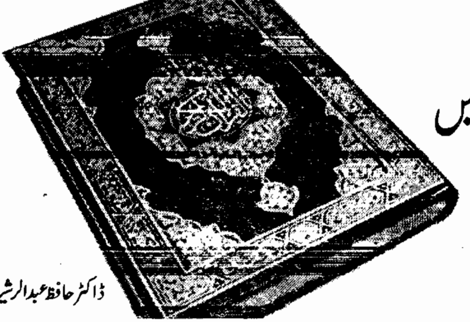

# قرآن تھراپی کے بارے میں شرعی نقطہ نظر

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر

نحمده ونصلی علے رسوله الکریم... امابعد

یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفآء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین (یونس57)

''لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفاء اور مؤمنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آ پہنچی ہے۔''

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین إلا خسارا.

''اور ہم قرآن کے ذریعہ سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

## انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔

انسان مجموعی طور پر دو چیزوں سے مرکب ہے۔

(ا) جسم (ب) روح

دونوں موجود اور باہم مربوط ہوں تو انسان زندہ کہلاتا ہے ایک فقدان یا باہم غیر مربوط ہو جانے کی صورت میں اس کا زندگی سے رشتہ منقطع ہو جاتا ہے، اگرچہ حقیقتاً اس کی زندگی کا آغاز اسی نقطہ انفصال سے ہوتا ہے مگر ہم اپنے علم کی رو سے اسے موت سے تعبیر کرتے ہیں، اس لئے کہ حقیقی اور لازوال زندگی اور اس کے متعلقات ہمارے دائرہ کار اور اختیار میں نہیں ہیں اور نہ ہماری معلومات کی وہاں تک رسائی ہے، خالق حقیقی علام الغیوب اور اس کے پیغمبروں نے ہماری نظروں سے اوجھل اور ہماری معلومات سے باہر ماضی اور مستقبل کی انسانی زندگی کے بارے میں جو کچھ ہمیں بتادیا ہے ہمارا اس پر غیر متزلزل اور غیر مشروط ایمان ہے اور یہ ایمان بالغیب ہی انسانی کمال کی معراج ہے۔

## انسانی زندگی کے مراحل:-

انسانی زندگی کے تین حصے ہیں، تینوں کے الگ الگ احوال وکوائف اور احکام ومسائل ہیں، اگر ہم انسان کو اس کی زندگی کے ہر مرحلے میں الگ کر کے دیکھیں تو بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ خود بخود ہو جاتا ہے، چونکہ ہر مرحلے کے احوال وکوائف خلط ملط کرنے سے متعدد فکری مشکلات جنم لیتی ہیں۔

### الف۔ عالم ارواح اور برزخ کی زندگی۔

یہ باہم ملتی جلتی ہیں، جس میں اصل معاملہ روح سے ہوتا ہے اور جسم کی حیثیت ثانوی ہے۔

### ب۔ دنیوی زندگی۔

جس میں ہم رہ رہے ہیں اس میں اصل معاملہ جسم سے ہے روح اوراس کے امور جسم کے تابع ہیں یہاں تمام معاملات اور جزاء وسزا کا تعلق جسم انسانی کے ساتھ ہے۔

**ج۔اخروی یعنی قیامت اوراس کے بعد کی زندگی۔**

وہاں جسم اور روح دونوں کو ملا کر معاملات ہونگے اور جزاء اور سزا کا تعلق بھی دونوں سے ہوگا۔

ہماری اس موجودہ اور دنیوی زندگی میں چونکہ انسان جسم اور روح کے مرکب کا نام ہے اس لئے ہمیں دنوں پر نظر رکھنے، انہیں سنبھالنے، سدھارنے اور سنوارنے نیز انہیں صحت اور سلامتی کے ساتھ اپنی اصل اور فطری حالت میں قائم رکھنے کا حکم ہے، انہیں ان کی صحیح غذا ملتی رہے، شریعت وفطرت کے مطابق دیکھ بھال ہوتی رہے تو اپنی اصل حالت میں قائم رہتے ہیں، صحیح وسالم اور تندرست کہلاتے ہیں، اگر غذا میں خرابی واقع ہوجائے یا داخلی دخارجی اسباب سے متاثر ہوجائیں اور اپنی حالت پر قائم نہ رہیں تو مریض اور بیمار کہلاتے ہیں اور دوا وعلاج کے محتاج ہوجاتے ہیں۔

جسم انسانی چونکہ اللہ تعالیٰ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے اس لئے اسکی غذا اور بیمار ہونے کی صورت میں اس کی دواء بھی مٹی سے پیدا فرمائی، جسم محسوس اس کے عوارض حواس خمسہ کے دائرے میں ہیں اس کی غذا اور دواء بھی محسوس اور انسانی دسترس میں ہے اور انسان کو اس میں اجتہادی بصیرت بھی حاصل ہے فرمایا:-

**منها خلقنا کم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارة أخریٰ** (طہٰ55)

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ نکال کھڑا کریں گے۔''

نیز فرمایا:-

**الذی جعل لکم الأرض فراشاو السماء بناءً وأنزل من السماء ماءً فأخرج به من الثمرات رزقاً لکم.** (البقرہ22)

''اسی ذات نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کرکے تمہیں روزی دی۔''

نیز فرمایا:- **هوالذی خلق لکم مافی الأرض جمیعا** (البقرہ29)

''وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا فرمایا۔''

روح انسانی کو اللہ تعالیٰ نے عالم بالا سے اتار اور اس کی نسبت بھی تشریفاً اپنی طرف فرمائی، فرمایا:-

**واذقال ربک للملائکة انی خالق بشرا من صلصال من حمأمسنون فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین** (الحجر28-29)

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں تو جب میں اسے پورا بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو سب اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔''

روح چونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم بالا سے اتاری ہے اس لئے اس کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہی بذریعہ وحی نازل فرمائی اوراسے بھی روح قرار دیا۔

ارشاد فرمایا:-

**وکذلک اوحینا الیک روحًا من أمرنا** (الشوریٰ52)

''اوراسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) وحی کیا۔''

دواء بھی غذا کا حصہ ہے جو جسم وروح کو ان کی غیر طبعی حالت میں دی جاتی ہے تا آنکہ وہ اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آئیں، اس لئے دواء کی نوعیت بھی دونوں کے لئے غذا جیسی ہے۔

جسمانی وروحانی غذا یا دواء کی تاثیر تو ایک دوسرے میں ظاہر ہوتی ہے، مگر ان میں سے ایک کی غذا دوسرے کے لئے کارآمد نہیں مثلاً قرآن حکیم کی تلاوت اور اس پر عمل سے جسمانی غذا پر اثرات تو مرتب ہوتے ہیں مگر تلاوت وذکر بھوک مٹانے کے کام نہیں آتی، ایسے ہی رزق حلال وحرام کے بالترتیب روح پر اچھے برے اثرات تو مرتب ہوتے ہیں مگر گندم اور جو روح کی غذا نہیں بن سکتے بالکل ایسے ہی انابت الی اللہ، ذکر الٰہی اور توبہ استغفار اور پاکیزہ خیالات کے بیماریوں کے علاج میں فوائد وثمرات اور بہتر اثرات تو وقوع پذیر ہوتے ہیں مگر جسمانی عوارض کے علاج کے لئے ان کا استعمال کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو شفاء فرمایا ہے، علاج نہیں کہا، شفاء دواء نہیں بلکہ اس کا نتیجہ اور اثر ہوتی ہے۔

قرآن کریم کی معجزاتی تاثیر انسانی دسترس میں ہے اور نہ حواس خمسہ کے ذریعے جانچا جاسکتا ہے اور نہ ہی بیماری کے مقابلے کے لئے اس کا لیبارٹری ٹیسٹ ہوسکتا ہے، یوں سمجھ لیجئے کہ قرآن کے ذریعہ شفاء کا حصول دربار الٰہی میں اس کے وسیلے سے دعا کی مختلف شکلیں ہیں، معجزاتی یا کراماتی حصول شفاء کے طریقے متعین نہیں کئے جاسکتے، ہر شخص کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے مطابق ان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے حسد، بغض، کینہ اور دیگر روحانی بیماریوں کے لئے کوئی انجکشن کوئی گولی، کوئی اپریشن اور کوئی لیبارٹری ٹیسٹ ایجاد نہیں ہوا۔

میرے خیال میں معجزاتی سائنس پر انسانی دسترس کا دعویٰ مقام رسالت کے احترام کے منافی ہے، اس قسم کی مافوق الفطرت چیزوں کے بارے میں اپنے عجز کے اعتراف میں ہی انسان کے لئے عز وشرف ہے۔

**طبیب کامل:۔**

بلاشبہ ہر طبیب کے لئے ضروری ہے کہ جسمانی عوارض کے ساتھ ارواح وقلوب کی علتوں سے بھی واقف ہو انکا باہم ربط جسمانی عوارض پر بھی اثر انداز ہوتا ہے بلکہ انسان کے علاج کی بنیاد یہی ہے، کیونکہ قلب اور نفس کی علتوں سے بدن اور طبیعت کا متاثر بدیہی امر ہے، جو طبیب ارواح وقلوب کے امراض اور ان کے علاج کا عارف ہوگا وہی طبیب کامل کہلانے کا مستحق ہے اور جو طبیب ارواح وقلوب کی بیماریوں سے واقف نہیں ہوگا اگرچہ وہ طبیعت اور بدن کے عوارض کا علاج کرنے میں حاذق ہی کیوں نہ ہو وہ آدھا طبیب ہے، جسمانی عوارض کے علاج میں بھی سب سے بڑا علاج صالح اعمال کا اہتمام اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور تضرع وزاری سے توبہ کرنا ہے، کیونکہ ان امور میں بیماریوں کے رفع کرنے اور شفاء کے حصول میں بہت زیادہ تاثیر ہے، لیکن اس میں اصل چیز نفس کی استعداد اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دواء کے ذریعے شفاء بخشی کا پختہ عقیدہ ہے، گویا کہ جسمانی علاج کے لئے دعاؤں کا استعمال اور مروجہ طریقہ ہائے علاج کو اپنانا اور ان سے شفاء کے حصول کے لئے انابت الی اللہ، ذکر ودعاء اور تلاوت قرآن سب کچھ قرآن پر عمل کا حصہ ہے اور قرآنی طریق علاج ہی ہے۔

البتہ استخارہ کے ذریعے مختلف بیماریوں کے لئے سورتوں کا تعین اور ان سورتوں کی توانائی کو کسی سائنسی طریقے سے قوت مدافعت پیدا کرنے یا بحال کرنے کے لئے جسم انسانی میں منتقل کرنے کا دعویٰ دلیل کا محتاج ہے جبکہ اس کی کوئی دلیل کتاب و سنت سے قطعاً نہیں ملتی، البتہ جسمانی علاج کے طبعی طریقوں پر بیشمار دلائل قرآن وسنت میں ملتے ہیں۔

قرآن کریم کے ہمہ گیر معجزاتی اثرات اور ان کی وسعت کسی دلیل کی محتاج نہیں اور ہر قسم کی بحث ونظر سے بالاتر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔